سورة النحل

آیات ۱ - ۱۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۱﴾ یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰی
مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ
تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۴﴾ وَ الۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَکُمۡ فِیۡهَا
دِفۡءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنۡهَا تَاۡکُلُوۡنَ ۪﴿۵﴾ وَ لَکُمۡ فِیۡهَا جَمَالٌ حِیۡنَ تُرِیۡحُوۡنَ وَ حِیۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ ۪﴿۶﴾ وَ تَحۡمِلُ
اَثۡقَالَکُمۡ اِلٰی بَلَدٍ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا بٰلِغِیۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّکُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۙ﴿۷﴾ وَّ الۡخَیۡلَ وَ
الۡبِغَالَ وَ الۡحَمِیۡرَ لِتَرۡکَبُوۡهَا وَ زِیۡنَةً ؕ وَ یَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸﴾ وَ عَلَی اللّٰهِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ وَ مِنۡهَا جَآئِرٌ ؕ
وَ لَوۡ شَآءَ لَهَدٰىکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۹﴾

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمۡ مِّنۡهُ شَرَابٌ وَّ مِنۡهُ شَجَرٌ فِیۡهِ تُسِیۡمُوۡنَ ﴿۱۰﴾ یُنۡۢبِتُ لَکُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَ
الزَّیۡتُوۡنَ وَ النَّخِیۡلَ وَ الۡاَعۡنَابَ وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۱۱﴾

سُوْرَةُ النَّحل

- نام - سُوْرَةُ النَّحْلِ ،اس سورت کی آیت ٦٨ (وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ) سے یہ نام لیا گیا ہے اور دیگر سورتوں کی طرح یہ بھی ایک علامتی نام ہے سورت کا مرکزی مضمون یا موضوع بحث نہیں

  - اس سورت ایک نام " سورة نعم" (نعمتوں کی سورت) بھی ہے کیونکہ اس میں کثرت کے ساتھ اللہ کی نعمتوں کا ذکر ہوا ہے، اتنی نعمتیں کہ انسان چاہے تو شمار نہیں کر سکتا۔

- النَّحْل کے معنی ہیں، شہد کی مکھی (The Honey Bee)

- سورت کا حجم : سورت کی آیات کی تعداد ١٢٨ ہے اور اس میں ١٦ رکوع ہیں، [حجم اور کمیت کے لحاظ سے اوسط درجے کی سورت ہے اور مئین (سو یا زائد آیات والی سورتوں) کے زمرے میں آتی ہے]

- زمانۂ نزول ۔سورت کی داخلی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورة نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئی (غالباً ١٢ نبوی میں قحط کے اختتام پر، ہجرتِ مدینہ سے پہلے)

- سورت کا مرکزی مضمون – توحید کا اثبات اور شرک کی نفی ہے (اس میں اسلام کے بنیادی عقائد یعنی اللہ کی الوہیت، حاکمیت، وحی الٰہی، بعث بعد الموت کا عقیدہ)، رسول کی دعوت کو نہ ماننے کے نتائج پر تنبیہ و فہمائش اور حق کی مخالفت پر زجر و توبیخ ہے)

- سورت کا اسلوب: عام فہم دلائل ہیں، کائنات کی کھلی شہادتوں اور شواہد و آثار سے ثابت کیا گیا ہے کہ توحید ہی حق ہے اور شرک غیر فطری اور باطل ہے۔انسان کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ ان کائناتی نشانیوں پر غور و فکر کرو تو توحید آسانی سے سمجھ آسکتی ہے اور جو ان پر غور نہیں کرتا وہ (کفر و شرک کے)اندھیروں میں ہی بھٹکتا رہتا ہے

سُوْرَۃُ النَّحْل

سُوْرَۃُ النَّحْل کاربط

سُوْرَۃُ النَّحْل کاسابقہ سورت سُوْرَۃُ الْحِجْرِ سے ربط:

- سورۃ الحجر نبی کریم ﷺ کے لیے اس تسلی کے مضمون پر ختم ہوئی تھی کہ آج جو لوگ تمہارے انذار اور تمہاری تنبیہ وتذکیر کا مذاق اڑا رہے ہیں اور تمہاری باتوں کو محض ہوائی باتیں خیال کر رہے ہیں تم ان کے اس استہزاء سے دل شکستہ نہ ہو، تمہاری طرف سے ان متکبروں اور مغروروں سے نپٹنے کے لیے ہم کافی ہیں۔
  سورۃ النحل بغیر کسی تمہید کے ان متکبرین ہی کو خطاب کر کے یوں شروع ہو گئی ہے
- سورۃ الحجر میں مُسْتَهْزِئِين اور مُجْرِمِين کی ہلاکت کا ذکر تھا، سورۃ النحل میں قریش کی مغرور اور متکبر قیادت (مُسْتَكْبِرِين) کا ذکر ہے
- دونوں سورتوں کی ابتدا میں قرآن کی صداقت کا بیان ہے اور دونوں سورتوں کے آخر میں فرائض نبوی کا بیان ہے

سُوْرَۃُ النَّحْل کا اگلی سورت سُوْرَۃُ بَنِی اِسْرَائِیْل سے ربط :

- سورۃ النحل میں ہجرتِ مدینہ کی پیش گوئی کی گئی ہے اور ہجرت کی فضیلت کا ذکر بھی۔ سورۃ بنی اسرائیل میں باقاعدہ طور پر ہجرت کی دعا سکھائی گئی ہے
- دونوں سورتوں کا باہمی تعلق اجمال اور تفصیل کا ہے۔ سورۃ النحل میں جو چیزیں اشارات کی صورت میں ہیں، سورۃ بنی اسرائیل میں ان کو بالکل واضح کر دیا ہے۔

سُوْرَةُ النَّحْل - خصوصیات

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی سورۃ نحل میں ایک آیت ہے جو کہ تمام خیر و شر کے بیان کو جامع ہے اور وہ یہ آیت ہے ، إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (90) بیشک اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق لو (اس آیتِ مبارکہ کو مفسرین نے قرآن کی سب سے جامع آیت قرار دیا ہے)
- سورۃ النحل نسبتاً ایک طویل اور جامع سورت ہے جس میں عقائد (توحید و شرک)، دعوت، ہدایات، احکامات، حلال و حرام (کے ابتدائی احکامات)، انسانی معاملات وغیرہ کے متنوع موضوعات آئے ہیں
- سورت میں توحید کا اثبات ہے، شرک کی نفی ہے، انکارِ آخرت کی تردید اور اثباتِ آخرت کے دلائل، وحی الٰہی کی صداقت، شبہات کا ازالہ، منکرین کے لیے وعیدیں، مومنین کے لیے بشارتیں، قرآن کی حقانیت، کفر کا دنیاوی اور اخروی وبال، شرک اور شرکیہ رسوم کا وبال، توبہ کہ ترغیب
- مسلمانوں کے لیے نظریاتی، عملی اور اخلاقی ہدایات ہیں، انہیں صبر واستقامت کی تلقین ہے۔ عدل واحسان، ہجرت و جہاد کا ذکر اور فضیلت، فحشا و منکر، ظلم و ستم اور عہد شکنی کی ممانعت، ایفائے عہد کی تاکید، اعمال صالحہ کی فضیلت، حلت و حرمت اور اضطرار کے احکام شامل ہیں
- سورت میں مسلم قیادت اور مشرک قیادت کا تقابل، مشرک قیادت کے خلاف فردِ جرم (Charge sheet) بھی
- اپنے وقت کی طاغوتی، سرکش قیادت سے بچنے کا حکم دیا گیا (أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ)

سُوْرَةُ النَحَل

مكية

آيات 128

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ①

سورت کا مرکزی مضمون: توحید کا اثبات اور شرک کی نفی (اسلام کے بنیادی عقائد یعنی اللہ کی الوہیت، حاکمیت، وحی الٰہی، بعث بعد الموت کا عقیدہ، رسول کی دعوت کو نہ ماننے کے نتائج پر تنبیہ و فہمائش اور حق کی مخالفت پر زجر و توبیخ)

آیات 1 تا 21
توحید (خالقیت، ربوبیت، اور قدرت) کے تکوینی اور عقلی دلائل

آیات 22 تا 34
مشرکین (مستکبرین) کے خلاف فردِ جرم — دنیا و آخرت میں ان کی جزا

آیات 35 تا 40
مشرکین کی بعض گمراہیوں اور باطل نظریات کا تذکرہ اور اُن کی تردید

آیات 41 تا 60
مومنین کو ہجرت کی بشارت و جزا، مشرکین کو ان کی سرکشی پر تہدید و وعید اثباتِ توحید اور تردیدِ شرک کے دلائل

آیات 61 تا 65
نزولِ قرآن کی حکمتوں کی وضاحت مشرکین کو تنبیہ - اللہ کی دی گئی مہلت کا وقت ہر گز آگے پیچھے نہیں ہوتا

آیات 66 تا 83
اثباتِ توحید و آخرت اور شرک کی تردید کے مزید دلائل - اللہ کی بے شمار نعمتوں اور مشرکین کا ان نعمتوں کا کفران

آیات 84 تا 89
مناظرِ قیامت سے مشرکین اور منکرینِ آخرت کو تخویف — رسول کی امت پر دعوت پہنچا دینے کی گواہی

آیات 90 تا 95
ہدایاتِ ربانی -(عدل، احسان، قرابت داری کی ہدایت - بے حیائی، برائی اور ظلم کی ممانعت)- ایفائے عہد کی تاکید

آیات 96 تا 105
حق پہ ثابت قدمی دنیا و آخرت میں بہترین صلے کا باعث، قرآن سے اخذ ہدایت کی راہ میں شیطان رکاوٹ - اس کے شر سے بچو

آیات 106 تا 111
حق کے راہیوں کو صبر و استقامت کی تلقین اسلام سے برگشتہ ہونے والے کو سخت وعید اہل ایمان کو ہجرت کا اشارہ اور اس کا اجر

آیات 112 تا 119
قریشی قیادت کو ایک تمثیل کے ذریعے سے کفرانِ نعمت کی سزا کی تنبیہ توحیدِ حاکمیت۔(خود حلال و حرام نہ ٹھہراؤ)

آیات 120 تا 124
سیرت ابراہیمؑ سے توحید اور شکر پر استدلال ابراہیمؑ اپنی ذات میں خود ایک امت قریش کو ابراہیمؑ کے راستے پر چلنے کی ہدایت

اختتامیہ (آیات 125 تا 128): مسلمانوں کو حکمت و موعظت کے ساتھ دعوت کی ہدایت، صبر و استقامت کی تلقین، صبر و استقامت کے حصول کا ذریعہ تعلق باللہ ہے، مکر اور سازشوں سے دل شکستہ نہ ہونے کی ہدایت

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ (١) يُنَزِّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ (٢)

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ - وہ آ پہنچا اللہ کا حکم

اَتٰى يَاۡتِىۡ ، اِتۡيَانٌ : آنا

اللہ کا حکم : اللہ کے عذاب کا فیصلہ

فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ - پس نہ جلدی مچاؤ تم اس کے لیے

(ع ج ل) اِسۡتَعۡجَلَ يَسۡتَعۡجِلُ ، اِسۡتِعۡجَالًا : جلدی کرنا (X)

سُبۡحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى - پاکیزگی اس کی ہے اور وہ بلند ہوا

(ع ل و) تعالٰی يَتَعَالٰى ، تَعَالِىٌ : بلند ہونا

عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ - اس سے جو یہ لوگ شریک کرتے ہیں

يُنَزِّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةَ بِالرُّوۡحِ - وہ نازل فرماتا ہے فرشتوں کو وحی کے ساتھ

رُوۡح : روح، جبریلؑ، امر، وحی، عظیم مرتبہ فرشتہ — یہاں کنایۃً وحی مراد ہے

مِنۡ اَمۡرِهٖ - اپنے حکم سے

عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ - اس پر جس پر وہ چاہتا ہے

مِنۡ عِبَادِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا - اپنے بندوں میں سے کہ خبردار کردو

اَنۡذَرَ يُنۡذِرُ ، اِنۡذَارًا : خبردار کرنا (IV)

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ - کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے میرے، سو مجھ ہی سے ڈرو

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝۱ يُنَزِّلُ الۡمَلٰۤـئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ
عِبَادِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ ۝۲

آ گیا اللہ کا فیصلہ، اب اس کے لیے جلدی نہ مچاؤ پاک ہے وہ اور بالا تر ہے اُس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں، وہ اِس روح کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعے نازل فرما دیتا ہے (اِس ہدایت کے ساتھ کہ لوگوں کو) "آگاہ کر دو، میرے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں ہے، لہٰذا تم مجھی سے ڈرو

Allah's judgement has (all but) come; do not, then, call for its speedy advent. Holy is He, and far above their associating others with Him in His Divinity.

He sends down this spirit(of prophecy) by His command through His angels on any of His servants whom He wills, (directing them): "Warn people that there is no deity but Me; so hold Me alone in fear.

محمد اقبال

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ۝۱ یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ ۝۲

عذاب مانگنے والوں کو وعید

- اللہ کا فیصلہ آنے کو ماضی کے صیغے سے بیان کیا گیا ہے یعنی اس کے ظہور و نفاد کا وقت قریب آ لگا ہے۔۔اس بات کو صیغہ ماضی میں یا تو اس کے انتہائی یقینی اور انتہائی قریب ہونے کا تصور دلانے کے لیے فرمایا گیا، یا پھر اس لیے کہ کفار قریش کی سر کشی و بد عملی کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اور آخری فیصلہ کن قدم اٹھائے جانے کا وقت آ گیا تھا۔
- سورت کا آغاز بغیر کسی تمہید کے ایک شدید وعید اور ہیبت ناک عنوان سے کیا گیا ہے
- منکرین از راہ تکذیب و شرارت بار بار کہا کرتے تھے کہ اگر فی الواقع تمہارا دین سچا ہے تو جس عذاب کے آنے کی تم دھمکی دیتے ہو وہ آ کیوں نہیں جاتا ؟ اس میں آخر اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے ؟ یہاں اسی کا جواب دیا گیا ہے

یہ " فیصلہ " کیا تھا اور کس شکل میں آیا ؟

- بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس مراد اللہ کا عذاب ہے، منکرین کو بتایا جا رہا ہے کہ فیصلہ کن وقت آن پہنچا ہے۔ اب معاملہ صرف مہلت کے دورانیے کا ہے۔ بہر حال اب جلدی مچانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ کا عذاب بس اب آیا ہی چاہتا ہے، اس کے لیے اب بہت زیادہ وقت نہیں رہ گیا۔
- دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے مراد "ہجرت" ہے، مطالعہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم جب اپنے رسول کے انکار کی آخری حد تک پہنچ جاتی ہے تو اسے ہجرت کا حکم دے دیا جاتا ہے اور یہ حکم ان کی قسمت کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد یا تو ان پر تباہ کن عذاب آ جاتا ہے، یا پھر نبی اور اس کے متبعین کے ہاتھوں ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی جاتی ہے (یہی مشرکین مکہ کے ساتھ ہوا)

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝٢

کفار کے بعض مطالبات کا جواب

- کفار مکہ کا کہنا تھا کہ اللہ نے اپنی وحی کے لیے ہم میں سے کسی بڑے سرمایہ دار کو کیوں منتخب نہیں کیا اس شخص (حضور ﷺ) کو کیوں منتخب کیا گیا ہے ؟(لَوْلَا نزلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۴۳/۳۱) اگر اس پر فرشتے اتریں تو ہم اسے اللہ کا پیغمبر مانیں گے (دوسرا مطالبہ عذاب لانے کا تھا جس کا جواب بھی اسی سورت میں دیا گیا ہے)
- یہاں اس مطالبے کا جواب دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے صرف انہی حضرات پر اترتے ہیں جن کو وہ اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے، نہ کہ ہر کسی پر (نبوت ایک وہبی چیز ہے کسبی نہیں، کوئی شخص اس کو اپنی کوشش سے حاصل نہیں کر سکتا)
- مشرکین کبھی یہ کہتے تھے کہ تم پر جو فرشتے نازل ہوتے ہیں وہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتے، وہ ہم پر کیوں نہیں اترتے ؟ اس کے جواب میں فرمایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتے یا تو وحی الٰہی لے کر اترتے ہیں اور یا عذاب لے کر نازل ہوتے ہیں۔ وحی تو تم پر اترنے سے رہی کیونکہ تم پیغمبر نہیں ہو۔ رہا عذاب تو وہ تو اپنے وقت پر آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کو منظور ہے وہ وقت کب آئے گا؟
- آپؐ کو بتایا جارہا ہے کہ آپؐ لوگوں کو بتادیں کہ آپ خبردار کرنے والے ہیں اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں، کوئی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں، کوئی غیر مشروط اطاعت کا مستحق نہیں، وہی سب کا مسجود اور وہی سب کا معبود ہے، اس کے سوا کوئی حاکم حقیقی نہیں، اس کا دیا ہوا دستور سب کی زندگی کا دستور ہے تمہیں اسی کی اطاعت کرنی ہے، اسی کا تقویٰ اختیار کرنا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - پیدا کیا ہے اس نے آسمانوں اور زمین کو

بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ

تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - بلند ہے وہ اس سے جو یہ شریک کرتے ہیں

خَلَقَ الْاِنْسَانَ - اس نے پیدا کیا انسان کو

مِنْ نُّطْفَةٍ - نطفہ سے

نُطْفَة : قطرہ (انسان کے مادۂ منویہ کا قطرہ)

فَاِذَا هُوَ - تو یکایک وہ ہو گیا

اِذَا (فجائیہ) : وہ اِذَا جو فوری یا اضطراری کیفیت کے لیے استعمال ہو (تو اچانک یوں ہو گیا کہ ...

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيم

خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ - کھلا جھگڑالو

خَصِيْم : سخت جھگڑالو (مبالغے کا صیغہ)

خصَمَ يَخصِم ، خَصْماً : جھگڑا کرنا، دشمنی کرنا

اردو میں : خصومت، مخاصمت، خصمان (فریقین / دشمن)

وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمۡ فِيۡهَا دِفۡءٌ وَّ مَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۝٥ وَلَكُمۡ فِيۡهَا جَمَالٌ حِيۡنَ تُرِيۡحُوۡنَ وَحِيۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ ۝٦

وَالۡاَنۡعَامَ - اور (پیدا کیے) چوپائے

خَلَقَهَا لَكُمۡ - اس نے پیدا کیا ان کو تمہارے لیے

دَفِئَ يَدفَأ ، دِفْئًا و دَفَأً : گرمی پانا۔ گرمی محسوس کرنا

فِيۡهَا دِفۡءٌ - ان میں ہے سردی سے بچنے کا سامان

دِفْءٌ : گرمی حاصل کرنے یعنی سردی سے بچنے کا سامان
اونٹوں کے بالوں کو بھی دِفْءٌ کہا جاتا ہے، گرمی پہنچانے پر

جانوروں کی اُون اور کھال سے بنائے گئے گرم کپڑے

وَّ مَنَافِعُ - اور کچھ (دوسرے) منافع ہیں

وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ - اور ان میں سے (بعض) تم کھاتے ہو

وَلَكُمۡ فِيۡهَا جَمَالٌ - اور تمہارے لیے ان میں جمال بھی ہے

جَمَال: خوبصورتی، زینت

حِيۡنَ تُرِيۡحُوۡنَ - جب شام کو واپس لاتے ہو (ر و ح)

رَاحَ : شام کو آنا یا جانا (مطلقاً آنے جانے کے معنی میں بھی)

أَرَاحَ يُرِيْحُ ، إرَاحَةً : شام کو چرا کر واپس لانا (جانوروں کا) (١٧)

رَاحَت الإبِل

وَحِيۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ - اور جب صبح کے وقت لے جاتے ہو

سَرَحَ يَسْرَحُ ، سَرْحًا : صبح چرانے کو لے کر جانا

حِيۡنَ : وقت

سَارِح : چرواہا

سَرَّحْتُ الإبِل

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۴﴾ وَ الۡاَنۡعَامَ
خَلَقَهَا ۚ لَكُمۡ فِیۡهَا دِفۡءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنۡهَا تَاۡکُلُوۡنَ ۪﴿۵﴾ وَ لَكُمۡ فِیۡهَا جَمَالٌ حِیۡنَ تُرِیۡحُوۡنَ وَ حِیۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ ۪﴿۶﴾

اُس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے، وہ بہت بالا و برتر ہے اُس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں، اُس نے انسان کو ایک ذرا سی بوند سے پیدا کیا اور دیکھتے دیکھتے صریحاً وہ ایک جھگڑالو ہستی بن گیا، اس نے جانور پیدا کیے جن میں تمہارے لیے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی، اور طرح طرح کے دوسرے فائدے بھی، اُن میں تمہارے لیے جمال ہے جب کہ صبح تم انہیں چرنے کے لیے بھیجتے ہو اور جبکہ شام انہیں واپس لاتے ہو

He created the heavens and the earth with Truth. Exalted is He above whatever they associate with Allah in His Divinity.

He created man out of a mere drop of fluid, and lo! he turned into an open wrangler.

He created the cattle. They are a source of clothing and food and also a variety of other benefits for you. And you find beauty in them as you drive them to pasture in the morning and as you drive them back home in the evening.

محمد اقبال

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ فَاِذَا ہُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۴﴾

کائنات کے حق (بامقصد) ہونے کا لازمی تقاضا

- یہ زمین آسمان (کائنات) اللہ نے بے مقصد پیدا نہیں کی، بلکہ اس کا ایک ایک ذرہ شرک کی نفی اور توحید کے اثبات کی گواہی دے رہا ہے، یہ کارخانہ کوئی خیالی گورکھ دھندا نہیں ہے، بلکہ ایک سراسر مبنی بر حقیقت نظام ہے۔ اس میں تم جس طرف چاہو نگاہ اٹھا کر دیکھ لو، شرک کی گواہی کہیں سے نہ ملے گی، اللہ کے سوا دوسرے کی خدائی کہیں چلتی نظر نہیں آئے گی۔ اس کے بامقصد ہونے کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ وہ ایک ایسا دن ضرور لائے جس دن سب اس کی طرف لوٹیں اور اپنے اعمال کی جزا یا سزا پائیں۔
- اس کائنات کے خالق، مالک، رب اور منتظم کی ذاتِ بابرکات کہاں اور کہاں یہ مشرکین کے اپنے بنائے ہوئے بے جان بت؟ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر لحاظ سے بالا اور بلند ہے ان تمام قوتوں سے جنھیں لوگ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں
- یہاں جھگڑالو انسان (خَصِیۡمٌ مُّبِیۡن) سے مراد کفار و مشرکین ہیں۔ اللہ نے (ان منکرین حق) انسانوں کو نطفے جیسی حقیر چیز سے پیدا کیا ہے، لیکن وہ اسی مالک، خالق اور رب کے سامنے حریف اور جھگڑالو بن کر اٹھ کھڑے ہو جاتے ہیں
- یعنی انسان اپنی اصل کو تو دیکھے، کس شکل میں کہاں سے نکل کر کہاں پہنچا، کس جگہ ابتدائی پرورش پائی، پھر کس راستے سے تو برآمد ہو کر دنیا میں آیا، پھر کن مرحلوں سے گزرتا ہوا تو جوانی کی عمر کو پہنچا اور اب اپنے آپ کو بھول کر تو کس کے منہ آرہا ہے؟ اپنے خودساختہ نظریات کے حق میں خوب بحثیں کرتا ہے، عقلی و نقلی دلیلیں دیتا ہے اور زورِ خطابت سے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے - أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶

آیاتِ الٰہی کی طرف اشارہ

- یہ وہ آیات الٰہی ہیں جو زمین (اور دیگر کائنات) میں جا بجا موجود ہیں - اس آیتِ کریمہ اور اس سے آگے مخاطبین کو خطاب کرکے توجہ دلائی جارہی ہے کہ ذرا غور کرو اللہ کی پیدا کردہ ان اشیاء پر اور ان کے اندر اس نے تمہارے لیے جو گوناگوں فوائد و منافع رکھے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے کرشمے اور اس کے احسانات ہیں جو تمہارا مالک بھی ہے اور محسن بھی
- ان نعمتوں کے مہیا کرنے اور انسان کے لیے ان کے فوائد اور استعمالات کی طرف توجہ دلاکے یہ بات بتائی جارہی ہے کہ ان کو پیدا تو اللہ نے کیا ہے جو نہایت ہی کریم و حکیم اور نہایت ہی مہربان ور حیم ہے، لیکن تم عبادت دوسروں کی کرتے ہو اس کے متعلق یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ اس نے بس تمہیں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے چھوڑ رکھا ہے، نہ ان نعمتوں کے جواب میں اس کا تم پر کوئی حق قائم ہوتا ہے اور نہ تمہیں اس کے آگے کبھی کوئی جواب دہی کرنی ہے، کیا عقل کا یہی فیصلہ ہے ؟
- نعمتوں کے ذکر میں سب سے پہلے چوپایوں کا حوالہ دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کی اصل دولت یہ چوپائے ہی تھے۔
- عرب جیسی سرزمین میں جہاں صنعت نہ ہونے کے برابر تھی اور زراعت بھی بڑے محدود علاقوں تک محدود تھی۔ عام انسانوں کی گزر بسر کا ذریعہ چوپائے تھے، جن کے اون سے کپڑا بنتا تھا اور جن کے بالوں سے عرب کی چلچلاتی دھوپ سے بچنے کے لیے کھلے آسمان کے نیچے موسم کی شدت سے حفاظت کے لیے بالوں سے خیمے بنائے جاتے ہیں جو نہایت مضبوط ہوتے تھے اور پھر سفر و حضر میں انھیں جانوروں کے گوشت سے پیٹ کی آگ بجھائی جاتی ہے، اور چوپایوں پر ہی ان کی تمام نقل و حرکت کا ادارومدار تھا (جس کا اگلی آیت میں ذکر آرہا ہے)

وَ تَحۡمِلُ اَثۡقَالَكُمۡ اِلٰى بَلَدٍ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا بٰلِغِيۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ‌ ؕ اِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۙ ۝۷ وَّالۡخَيۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِيۡرَ لِتَرۡكَبُوۡهَا وَزِيۡنَةً‌ ؕ وَيَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۸

وَ تَحۡمِلُ اَثۡقَالَكُمۡ - اور اٹھاتے ہیں وہ تمہارے بوجھ

حَمَلَ يَحْمَلُ ، حَمْلًا :اٹھاکر لے جانا

اَثْقَال ، ثِقْل کی جمع (وزن)

اِلٰى بَلَدٍ - کسی شہر کی طرف

لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا بٰلِغِيۡهِ - کہ نہ تھے تم قادر وہاں پہنچنے پر

بَلَغَ :پہنچنا

(بٰلِغِیْ ، هِ) اصل میں بٰلِغِیْنَ تھا، اضافت(هِ) کی وجہ سے جمع کا نون گر گیا

اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ - مگر جانوں کی مشقت سے

شَقَّ يَشُقُّ ، شَقًّا :پھاڑنا، مخالفت کرنا، کسی چیز/بات کا بھاری ہونا

اردو میں : شق، شاق، مشق، مشقت، مشّاق

اِنَّ رَبَّكُمۡ - بیشک تمہارا رب

لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ - یقیناً بہت نرمی کرنے والا، رحیم ہے

وَّالۡخَيۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِيۡرَ- (اور اسی نے پیدا کیے) گھوڑے اور خچر اور گدھے

اَلْخَیْل :گھوڑے (اس کا واحد نہیں ہوتا)- گھڑ سوار کے معنی میں بھی

اَلْبِغَال :خچر (بَغْلٌ واحد)

اَلْحَمِیْر :گدھے (حِمَارٌ واحد)

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٨ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۭ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝٩

لِتَرْكَبُوْهَا - تاکہ تم سواری کرو ان پر

رَكِبَ يَرْكَبُ ، رُكُوْبًا : سواری کرنا

وَزِيْنَةً - اور زینت کے لیے

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - اور پیدا فرماتا ہے وہ جو تم نہیں جانتے

وَعَلَى اللّٰهِ - اور اللہ ہی کے ذمہ ہے

قَصْدُ السَّبِيْلِ - سیدھا راستہ (دکھانا)

قَصْدُ : سیدھا

اَلسَّبِيْل : راستہ

توحید کا راستہ

قرآن میں اسے صراط مستقیم بھی کہا گیا ہے اور سوآءالسبیل بھی

وَمِنْهَا جَآئِرٌ - ان میں سے کچھ ٹیڑھے ہیں

جَارَ يَجُوْرُ ، جَوْرًا : راہ سے ہٹنا، ٹیڑھا ہونا

جَائِر : راہ سے ہٹنے والا

اردو میں: جور (ظلم و ستم کے معنی میں)

وَلَوْ شَآءَ - اور اگر چاہتا (تو)

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ - ضرور ہدایت دے دیتا وہ تم سب کو

وَ تَحۡمِلُ اَثۡقَالَکُمۡ اِلٰی بَلَدٍ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا بٰلِغِیۡہِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّکُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۙ﴿۷﴾ وَّ الۡخَیۡلَ وَ الۡبِغَالَ وَ الۡحَمِیۡرَ
لِتَرۡکَبُوۡہَا وَ زِیۡنَۃً ؕ وَ یَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸﴾ وَ عَلَی اللّٰہِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ وَ مِنۡہَا جَآئِرٌ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ لَہَدٰىکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۹﴾

وہ تمہارے لیے بوجھ ڈھو کر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے، اُس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق بنیں وہ اور بہت سی چیزیں (تمہارے فائدے کے لیے) پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے، اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ راستے ٹیڑھے بھی موجود ہیں اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا

And they carry your loads to many a place which you would be unable to reach without much hardship. Surely your Lord is Intensely Loving, Most Merciful.

And He created horses and mules and asses for you to ride, and also for your adornment. And He creates many things (for you) that you do not even know about.

It rests with Allah alone to show you the Right Way, even when there are many crooked ways. Had He so willed, He would have (perforce) guided you all aright.

محمد اقبال

وَتَحۡمِلُ اَثۡقَالَكُمۡ اِلٰى بَلَدٍ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا بٰلِغِيۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ‌ ؕ اِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۙ‏ ﴿۷﴾ وَّالۡخَـيۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِيۡرَ لِتَرۡكَبُوۡهَا وَزِيۡنَةً‌ ؕ وَيَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ‏ ﴿۸﴾

چوپائے نقل و حمل کے ذرائع (اللہ کی ربوبیت کا فیضان)

- دنیا میں انسان کی ضرورت کی ساری اشیاء ایک جگہ نہیں پیدا ہوتیں، اس لیے دوسری جگھوں تک انہیں پہنچانے کے لیے جن وسائل کی ضرورت پڑتی ہے قدیم زمانے سے ان میں چوپائے بہت اہم ہیں، جن کا استعمال آج بھی کیا جارہا ہے

- یہاں بار برداری اور سفر کے لیے انہی جانوروں (خاص طور پر اونٹ) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس پر اہل عرب کی نقل و حمل کا کل انحصار تھا۔ اونٹ وہ سنگین اور وزنی ساز و سامان جو انسانی طاقت سے باہر ہے کو دور دراز شہروں اور علاقوں میں منتقل کرنے کے لیے استعمال ہوتا تھا، یہ جانور طویل سے طویل اوپر مشقت سفر کے لیے، خاص طور پر صحرائی اور گرم ملکوں میں، خدائی سفینہ کی حیثیت رکھتا ہے۔اس وصف میں کوئی دوسرا اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا

- اونٹ کے علاوہ کچھ دوسرے جانوروں (گھوڑے، خچر اور گدھے) کا ذکر، جو انسان کے لیے سواری اور بار برداری کے بھی کام آتے ہیں اور انسان کے لیے زینت اور شان و شوکت کا باعث بھی ہیں۔اس کے علاوہ بھی بکثرت ایسی چیزیں ہیں جو انسان کی بھلائی کے لیے کام کررہی ہیں اور انسان کو خبر تک نہیں ہے کہ کہاں کہاں کتنے خدام اس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور کیا خدمت انجام دے رہے ہیں، جن پر تمھیں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا چاہیے۔

- "وہ ذرائع (نقل و حمل) جو تمہیں معلوم نہیں" سے مراد وہ ذرائع بھی لیے جاسکتے ہیں جو نزول قرآن کے وقت موجود نہ تھے لیکن بعد میں ایجاد ہوئے یا جو قیامت تک ایجاد ہوتے رہیں گے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی تخلیق ہے۔ یہ موٹریں، یہ دخانی بحری جہاز یہ طیارے اور راکٹ اور خدا معلوم ابھی اور کیا کیا بننے والا ہے۔ یہ سب اسی کی صفت رافت ورحمت کے مظاہر ہیں کہ اللہ نے انسان کو یہ علم اور عقل عطافرمائی کہ وہ یہ چیزیں ایجاد کرے۔یا پھر وہ ذرائع بھی جو عرب کے علاوہ دوسرے علاقوں میں مستعمل تھے

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹﴾

ہدایت کی ضرورت کی تکمیل

- توحید اور رحمت و ربوبیت کے دلائل کے ساتھ یہاں نبوت کی ایک دلیل کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے
- دنیا میں انسان کی فکر و عمل کے بہت سے مختلف راستے ممکن ہیں اور عملا موجود ہیں۔ لیکن حق کی مطابق صحیح نظریہ حیات بس ایک ہے جس سے واقف ہونا انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اگر انسان کی یہ ضرورت پوری نہ ہو تو پوری زندگی رائگاں چلی جائے گی
- یہاں یہ بتایا جارہا ہے کہ وہ رب جس نے تمہاری حیوانی زندگی کی ایک ایک ضرورت بہترین طریقے سے پوری کی ہے، اس نے اس نے تمہاری انسانی زندگی کی اس سب سے بڑی اور اصلی ضرورت (ہدایت) کو پورا کرنے کا بندوبست نہ کیا ہوگا؟
- یہ بندوبست اس نے نبوت کی صورت میں کیا ہے اگر تم نبوت کو نہیں مانتے تو بتاؤ کہ تمہارے خیال میں خدا نے انسان کی ہدایت کے لیے اور کونسا انتظام کیا ہے؟
- اگر اس کا جواب تمہارے پاس یہ ہے کہ پاس عقل و فکر ہے جس سے ہم خود اپنے اچھے برے کا فیصلہ کر سکتے ہیں تو سوچو ذرا انسانی عقل و فکر پہلے ہی بیشمار مختلف راستے ایجاد کر بیٹھی ہے جو راہ راست کی صحیح دریافت میں اس کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے
- اور نہ تم یہی کہہ سکتے ہو کہ اللہ نے ہماری رہنمائی کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے، کیونکہ اللہ کے ساتھ اس سے بڑھ کر بدگمانی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ جانور ہونے کی حیثیت سے تو تمہاری پرورش اور تمہارے نشوونما کا اتنا مفصل اور مکمل انتظام کرے، مگر انسان ہونے کی حیثیت سے تم کو یونہی تاریکیوں میں بھٹکنے اور ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دے

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ - وہی تو ہے جس نے نازل کیا

مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ - آسمان سے پانی تمہارے لیے

مِّنْهُ شَرَابٌ - جس میں سے تم پیتے ہو

وَّمِنْهُ شَجَرٌ - اور اسی سے درخت (اگتے ہیں)

(س و م)

فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ - جس میں چراتے ہو تم اپنے جانوروں کو

اَسَامَ يُسِيْمُ ، اِسَامَةٌ : (مویشی) چرانا (IV)

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ - وہ اُگاتا ہے تمہارے لیے اس سے

اَنْبَتَ يُنْبِتُ ، اِنْۢبَاتًا :اگانا (IV)

الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ - کھیتی اور زیتون کو

الزَّرْع : کھیتی

وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ - کھجور اور انگور

اَلنَّخِيْل : کھجور

اَلْاَعْنَاب :انگور

وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۱۱﴾

وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ - اور ہر طرح کے پھل

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ - بیشک اس میں

لَاٰیَۃً - ایک بڑی نشانی ہے

لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ - ان لوگوں جو غور و فکر کرتے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ
النَّخِيْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱

وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور
تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے

وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور
تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے

He it is Who sends down water for you from the sky out of which you drink and out of which grow the plants on which you pasture your cattle, and by virtue of which He causes crops and olives and date-palms and grapes and all kinds of fruit to grow for you. Surely in this there is a great Sign for those who reflect.

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ النَّخِیْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾

توحید کا مضمون ایک دوسرے اسلوب میں

- اس (دوسرے) رکوع میں بھی توحید کا مضمون بیان ہوا ہے، جس کو کائنات میں موجود موافقت کے پہلو سے بیان کیا گیا ہے
- یہاں اللہ کی ربوبیت کے فیضان کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اور اس کی بقا کے اسباب کے لیے اس نے آسمان سے پانی نازل فرمایا اور پھر ہر قسم کی حیات کے لیے پانی کو ذریعہ بنادیا، اسی کو پی کر انسان اور حیوان زندہ ہیں اور اسی کی سیرابی سے تمام نباتات پیدا ہو رہی ہیں۔ اور پھر اسی کے فیضان سے انسانوں اور حیوانوں کی غذائی ضروریات بھی پیدا ہوتی ہیں
- اسی پانی سے وہ کھیتی، زیتون، کھجور، انگور اور گوناگوں قسم کے پھلوں کے باغ پیدا کرتا ہے۔ اور اس پر فرمایا کہ اس میں بہت بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو تفکر و تدبر کریں
- یعنی لوگ اس کائناتی موافقت (Coordination and coherence) پر غور کریں کہ آسمان سے پانی کا نزول اور زمین پر اس کے نتائج، یہ سارا عمل کیا اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ آسمانوں کے خدا اور ہیں، زمین کے خدا اور، یا اس بات کی شہادت کہ ایک ہی خدائے قادر و قیوم آسمانوں اور زمین سب پر حکمران ہے؟
- کائنات کے مختلف حصوں کے درمیان کامل ہم آہنگی ہے۔ یہ ہم آہنگی اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک حقیقتاً صرف ایک خدا ہے تو اس کے سوا دوسری جس چیز کو بھی معبودیت کا درجہ دیا جائے گا وہ سراسر بے بنیاد ہوگا۔

سُوْرَۃُ النَّحْل

رکوع 1 (آیات 1 تا 9)

توحیدِ خالقیت کے عقلی دلائل

(خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے)

- موضوعِ توحید پر اس کائنات کے تکوینی دلائل کا ذکر
- وحی اور رسالت کا مقصد انذار ہے (تاکہ لوگ شرک سے بچ کر توحید اختیار کریں)
- اللہ کو خالق، رب اور الٰہ مان کر حاکم بھی تسلیم کرنا چاہیے
- کفار کو تنبیہ ۔عذابِ الٰہی کو آیا ہی سمجھو ۔یہ زیادہ دور نہیں
- یہ دنیا کوئی بازیچۂ اطفال نہیں ۔اس کا ایک مالک اور خالق ہے ،جو باز پرس بھی کرے گا اور اعمال کے مطابق جزاوسزا بھی دے گا
- لوگ اس تک پہنچنے کے لیے اپنے اختیار سے ہدایت والی سیدھی شاہراہ اختیار کریں